حضرت امام حسن عسکری کی حیات اور ان کے کارہائے نمایاں پر ایک نظر

مصنف بزبان فارسی: عماد العلماء علامہ سید علی محمد نقوی صاحب قبلہ

مترجمہ بزبان اردو از 'اسوہائے جاوید': محترمہ بنت زہراء نقوی ندیٔ الہندی

دسویں امام حضرت علی نقیؑ کے فرزندار جمند حضرت امام حسن عسکری -کی ولادت باسعادت ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ آپ کا اسم مبارک ''حسن'' اور کنیت ''ابومحمدؑ'' تھی چونکہ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ سامراء کے نزدیک ''عسکر'' نامی چھاؤنی میں قیدی کی حیثیت سے بسر ہوا، اس لئے آپ عسکری کے لقب سے مشہور ہوئے۔

امام کی زندگی کے ابتدائی گیارہ سال والد بزرگوار کے ساتھ مدینہ میں گذرے۔ اس کے بعد حکومت نے امام نقیؑ کو مدینہ چھوڑنے پر اور عراق جانے پر مجبور کیا۔ چنانچہ امام حسن عسکریؑ بھی اپنے والد گرامی کے ہمراہ تمام شدائد ومصائب برداشت کرتے ہوئے سامراء پہنچے۔ سامراء میں امام علی نقی - جس تنہائی کی اور زنداں میں جگہ مقید تھے امام حسن عسکریؑ بھی وہیں آپ کے ساتھ تھے۔ امامؑ نے تمام حقائق، علوم ومعارف اپنے پدر عالی قدر سے حاصل کئے۔ ۲۵۴ھ میں امام علی نقی -کی شہادت کے بعد ۲۲ برس کی عمر میں منصب امامت پر فائز ہوئے۔ امام علی نقی -نے اپنی شہادت سے چھ ماہ قبل اپنے اصحاب واقرباء کے درمیان آپ کی امامت کا اعلان فرمادیا تھا۔

زمانۂ امام حسن عسکریؑ کے سیاسی حالات

جب امامؑ نے بار امامت سنبھالا، اس وقت عباسی خلیفہ معتز باللہ برسراقتدار تھا۔ معتز کے معزول ہونے کے بعد مہتدی باللہ نے گیارہ مہینے حکومت کی، پھر وہ بھی معتمد کے ذریعہ ہٹادیا گیا۔ اگرچہ یہ زمانہ وہ تھا کہ جب عباسی حکومت سخت داخلی کشمکش اور بدحالی کی سختیاں جھیل رہی تھی۔ پھر بھی 'سرمایہ دارانہ' جنگ میں ملوث یہ سارے گروہ حقیقی اسلام اور اس کے سچے رہنماؤں کے خلاف متحد تھے۔ امام رضاؑ کی شہادت کے بعد حکومت نے ائمہ مذہب حقہ' پر دباؤ، پابندی شدید نگرانی اور غیر معمولی سختیوں کو معمول بنا رکھا تھا۔ یہ نگرانی 'نظر بندی' اور سختی امام یازدہم پر کئی گنا زیادہ تھی۔ اور یہ اس لئے تھا کہ اس دور میں رسولؐ اللہ کی یہ حدیث لوگوں کے زبان زد تھی کہ ''گیارہویں امامؑ کا فرزند ظالم حکومت کا خاتمہ کردے گا۔ اور دنیا میں حق وعدالت کا نظام قائم کرے گا۔'' یہی وجہ تھی کہ عنان حکومت جس کے ہاتھوں میں بھی ہوتی تھی وہ امام عسکریؑ کو قیدخانہ میں رکھتا تھا۔ عباسی حکمران جانتے تھے کہ مسلمانوں کے واقعی رہبر اور پیغمبر کے حقیقی جانشین یہی حضرات ائمہؑ ہیں۔ امام حسن عسکریؑ جانشینان برحق کے سلسلے کی گیارہویں کڑی ہیں کہ جن کے بعد ہی مہدی موعودؑ کا عہد شروع ہونا ہے۔ اسی بناء پر یہ لوگ گیارہویں امام کو ایک لمحہ کے لئے بھی آزاد چھوڑنے اور نگرانی میں کمی کرنے پر تیار نہیں تھے اور حضرت کو برابر چھاؤنی (عسکر) میں رکھتے تھے۔

صرف جب صاحبان اقتدار تبدیل ہوتے تھے تو اس دوران معمولی سی آزادی (وہ بھی شدید سرکاری نگرانی کے ساتھ) حاصل ہوتی تھی۔ جیسے ہی نیا حاکم حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لیتا تھا، حضرت کو دوبارہ قید کر لیا جاتا تھا۔ معتمد کے زمانے میں امام اور ان کے شیعوں پر ظلم وستم اور نگرانی اپنے شباب پر تھی باوجود ان نامساعد حالات اور مصائب کے امام ہمیشہ فرائض ہدایت وامامت کو انجام دیتے رہے۔ جس وقت امام عسکریؑ قید میں تھے اس وقت امت اور امام کے درمیان رابطہ کے لئے نمائندے معین کئے تھے لیکن ان پر بھی ہر وقت حکومت کے سلامتی ذمہ داروں کی بھرپور نظر رہتی تھی اور کبھی کبھی تو ان امور کی نمائندگی کی انجام دہی کے لئے نمائندوں کو سیاسی، سماجی اور مذہبی امور انجام دینے کے لئے طرح طرح کے پوشیدہ انداز اختیار کرنا پڑتے تھے مثلاً جناب عثمان بن سعید اور ان کے فرزند ابوجعفر محمد بن عثمان جو امام کے مخصوص نمائندے تھے انہوں نے بغداد میں دوکان کھولی تاکہ ان سے ملنے والوں پر حکومت شک نہ کرے یہ عرصۂ تاریخ میں اختیار کئے گئے شیعہ مجاہدوں اور حکیمانہ تدبر (Tactics) میں سے ایک مثال ہے۔ اس طرح اموی اور عباسی حکومت کے سختی اور کسک بھرے ماحول میں ائمہ معصومینؑ کے زیر ہدایت پیام حق کے چراغ کو روشن رکھا گیا۔ امامؑ کے نمائندوں نے جو طرح طرح کے فرائض انجام دیئے ہیں ان میں شیعہ سیاسی انقلاب کی رہبری، رہنمائی، سماجی مسائل، اجتماعی میں رہنمائی، تحصیل خمس، اسلامی علوم ومعارف کی نشرواشاعت اور امام وامت کے درمیان رابطہ رہا ہے۔

اسلامی علوم کی نشرواشاعت میں امامؑ کا کردار

امام حسن عسکریؑ نے صرف اٹھائیس برس کی عمر پائی، پھر بھی معارف اسلام کی تبلیغ وترسیل میں بڑا عظیم الشان نقش چھوڑا ہے۔ ایک طرف تو بڑے بڑے نامور اور ماہر شاگرد تیار کئے اور دوسری طرف جب کہ یونان، ہندوستان اور قدیم ایران کے انحرافی اور انحطاطی افکار ونظریات اسلامی معاشرے میں سرایت کر رہے تھے، امامؑ گذشتہ ائمہ معصومینؑ کی مانند اس انحراف بھرے اور گمراہ کن آراء وعقائد کے مقابلے میں (دیوار بن کر) کھڑے ہوگئے اور فکری و نظریاتی (Ideological) محاذ پر اسلام کی حفاظت فرمائی۔

''اسحاق کندی'' تناقضات قرآن کے سلسلے میں کتاب لکھ رہا تھا۔ امامؑ کو یہ خبر ملی تو آپ مناسب وقت کے انتظار میں رہے۔ ایک دن ''کندی'' کے کچھ شاگرد امام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؑ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ آیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اپنے استاد کو اس بیہودہ فضول کوشش سے باز رکھ سکے؟ اس کے بعد اس سلسلے میں کچھ عمدہ اور لطیف نکات بھی ارشاد فرمائے۔ جب ''کندی'' کے تلامذہ نے وہ نکات استاد کی خدمت میں پیش کئے، تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے پوچھا کہ یہ فکر کس نے بھری ہے؟ آخر کار ان سب نے اعتراف کیا کہ ہمیں یہ باتیں ''ابومحمدؑ'' نے سکھائی ہیں۔ پھر ''کندی'' نے بھی اعتراف کر ہی لیا کہ سوائے خاندان رسالت کے کوئی بھی ان گمراہیوں کو روک نہیں سکتا تھا۔ پھر اس نے قرآن کے خلاف تمام نوٹوں (Notes) اور رجسٹروں کو نذر آتش کر دیا جو قرآن پر اعتراض وتنقید کے

سلسلہ میں لکھے تھے۔ یہ واقعہ امام عالی ہمم کے علمی مجاہدوں کا ایک بہترین نمونہ اور اعلیٰ فکری نقش ہے۔

حدیث کے بنیادی ماخذوں میں بہت سی حدیثیں امام حسن عسکریؑ سے نقل ہوئی ہیں۔ ان میں سے پیغمبر اسلامؐ کی مشہور ترین حدیث کہ ''شرابی، مشرک اور بت پرست کے مثل ہے۔'' امام حسن عسکریؑ ہی کے ذریعہ روایت کی گئی ہے۔ ابن جوزی نے ''تحریم الخمر'' میں نقل کی ہے کہ ابونعیم فضل بن دقین نے اس حدیث کو اس لئے صحیح بتایا کہ اہلبیتؑ رسول کے توسط سے آئی ہے۔

سمعانی ''کتاب الابصار'' میں لکھتا ہے کہ حافظ واعظ ابومحمد احمد بن ابراہیم بن ہاشم طوسی بلاذری نے اس حدیث کو امام ابومحمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ الرضاؑ سے سنا ہے۔

امام کے بعض مشہور تلامذہ:

۱- ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفری، جو امام کے نوّاب اور نمائندوں میں سے ایک تھے۔ انہوں نے چار اماموں کا زمانہ دیکھا ہے۔

۲- داؤد بن ابی زید نیشاپوری۔

۳- ابوطاہر محمد بن علی بن ہلال۔

۴- ابوعباس بن جعفر حمیری قمی، جو اپنے زمانے کے بزرگ علماء میں سے تھے۔ ان کی اہم تصنیف ''قرب الاسناد'' ہے جو کتاب کافی کا خاص ماخذ ہے۔

۵- محمد بن احمد بن جعفر قمی، آپ بھی امامؑ کے نائبین میں سے تھے۔

۶- جعفر بن سہیل صیقل۔

۷- محمد بن حسن صفر قمی، آپ اپنے دور کے صف اول کے علماء میں شمار ہوتے تھے اور بہت سی کتابوں کے مصنف تھے ان میں سے ''بصائر الدرجات'' مشہور ہے۔

۸- ابوجعفر حمانی برمکی۔

۹- ابراہیم بن ابوحفص ابواسحاق کاتب۔

۱۰- ابراہیم بن مہریار، صاحبِ ''کتاب البشارات''۔

۱۱- احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن داؤد ہمدانی الکاتب الندیم، ادب وفقہ کے بزرگ استاد تھے۔

۱۲- احمد بن اسحاق الاشعری ابوعلی القمی، یہ بھی ممتاز علماء میں سے تھے۔ انھوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں، جن میں سے ایک کتاب ''علل الصوم'' ہے۔

یہ چند نام ان بزرگ علماء کے ہیں جنھوں نے گیارہویں امامؑ کی بارگاہ سے کسب فیض کیا اور علوم اسلامی کی نشرواشاعت اور عقائد وافکار اسلام کی تعلیم اور مذہبی معاشرے کی فکری رہنمائی کے لئے انتھک کوششیں کی ہیں۔ امام حسن عسکریؑ نے قرآن مجید کی تفسیر کا بھی درس دیا، جس کی بنیاد پر ''ابوعلی حسن بن خالد بن محمد بن علی برقی'' نے تفسیر لکھی جو ایک سو بیس (۱۲۰) ابواب پر مشتمل تھی۔

افسوس کہ آج یہ کتاب دستیاب نہیں ہے۔ لیکن بہت سی روایتیں جو قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر میں معتبر اسلامی کتابوں میں پائی جاتی ہیں اسی کتاب سے اقتباس کی ہوئی ہیں۔

''تحف العقول'' میں اسحاق بن اسماعیل الاشعری کے نام امامؑ کا ایک قدرے مفصل رسالہ ہے جس میں امامؑ کے

کلمات قصار (اقوال) بھی درج ہیں۔ان علمی سرگرمیوں اور فکری رہنمائیوں کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی امامؑ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے جوحقیقی اسلام کے استقرار کی راہ میں نقش دائم ہیں۔یہی وجہ تھی کہ امامؑ کواپنی قید میں رکھتے ہوئے بھی مطلق العنان حکمران اس قدر خائف تھے کہ امامؑ کی جان کے درپے ہوگئے،اس کی وجہ یہ ہے کہ 'حقیقت' پابہ زنجیر ہوکر بھی باطل کے وجود کے لئے ایک بڑا تازیانہ ہوتی ہے۔ باطل پرستوں کا یہ اصول ہے کہ وہ حقیقت کے ستارے کو غروب کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اگر ایک ستارہ غروب ہوتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا طلوع ہوکر پرستاران شب کو دعوت مبارزہ دیتا ہے اور ایک شمع سے متعدد شمعیں روشن ہوتی چلی جاتی ہیں۔اسی طرح ارباب حق کے گیارہویں عظیم پیشوا امام حسن عسکریؑ ۲۶۰ھ میں عباسی خلیفہ معتمد کی سازشوں کے سبب زہردغا سے شہید ہوئے۔اور اپنی جگہ باطل شکن اور عدل گستر امام مہدیؑ کو چھوڑ گئے تا کہ دیرینہ سنت کے مطابق حق پرستوں کی روایت کو زندہ رکھیں اور بالآخر ایک دن باطل کی بساط کو الٹ کر طاغوتی طاقتوں کا خاتمہ فرما کر دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ محمدؐ و آل علیہم السلام محمدؐ۔